اُردو کی ادبی اصناف

(ثانوی اور اعلیٰ ثانوی درجات کے لیے)

اُردو کی ادبی اصناف

(ثانوی اور اعلیٰ ثانوی درجات کے لیے)

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

Urdu Ki Adabi Asnaf for Secondary and Senior Secondary Stages

ISBN 978-93-5007-198-4

پہلا ایڈیشن

جولائی 2012 شراون 1934

دسمبر 2018 اگہن 1940

مارچ 2019 چیتر 1941

PD 2H SPA

قیمت : ₹ 00.00

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
سری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 **فون** 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بنگلور - 560085 **فون** 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 **فون** 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکتہ - 700114 **فون** 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021 **فون** 0361-2674869

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	محمد سراج انور
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
چیف بزنس منیجر	:	ابیناش کُلّو
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
پروڈکشن اسسٹنٹ	:	؟

سرورق : شویتا راؤ

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے

میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ سے شائع کیا۔

پیش لفظ

’قومی درسیات کا خاکہ — 2005‘ میں سفارش کی گئی ہے کہ بچّوں کی اسکولی زندگی، ان کی باہری زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر کتابی علم کی اُس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں اسکول، گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل رہے ہیں۔ قومی درسیات پر مبنی نئے نصاب اور درسی کتابوں کی تیاری اِسی بنیادی مقصد پر عمل آوری کی ایک کوشش کہی جا سکتی ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امّید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی (1986) میں مذکور تعلیم کے ’طفل مرکوز نظام‘ کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔ اس کوشش کی کامیابی کا انحصار اُن اقدامات پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کے سلسلے میں بچوں کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچّوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر نئی معلومات مرتّب کر سکتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محلِ وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب، مجوّزہ نصابی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اُسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچوں کو بہ حیثیت شریکِ کار قبول کریں اور ان سے اُسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقرّرہ معلومات کا جانکار نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے نظام الاوقات (Time - Table) اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روز مرّہ معمولات میں نرمی کی اتنی ہی اہمیت یا ضرورت ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ اور محنت کی، تاکہ تدریس کے لیے دستیاب مدّت کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جا سکے۔ تدریس اور اندازِ قدر

کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعین ہوگا کہ یہ درسی کتاب بچّوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ پیدا کرنے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک موثّر ثابت ہوتی ہے۔نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیلِ نو اور اُسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجّہ دی ہے۔اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور حیرتوں کو جگائے رکھنے،چھوٹے گروپوں میں بحث ومباحثہ کو فروغ دینے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو اوّلیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی کمیٹی برائے 'اُردو کی ادبی اصناف' کی مخلصانہ کوششوں کی شکر گزار ہے۔کونسل زبانوں کی مشاورتی کمیٹی برائے زبان کے چیئرمین پروفیسر نامور سنگھ اور اس کتاب کے خصوصی صلاح کار پروفیسر شمیم حنفی کی ممنون ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سبھی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، مآخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تاکہ کتاب کو مزید غوروفکر کے بعد اور زیادہ کارآمد اور بامعنی بنایا جاسکے۔

نئی دہلی
مارچ 2012

ڈائریکٹر
نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

اس کتاب کے بارے میں

ہمارے اسکولوں میں ابتدائی سے لے کر ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح تک زبان و ادب کے نصابات کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ ان نصابات کی تشکیل میں طلبا کی عمر اور درجے کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ طلبا کی نفسیات اور دلچسپیاں بھی مدِّ نظر ہوتی ہیں۔

ابتدائی درجے سے لے کر اعلیٰ درجات تک کے نصابات جن تحریروں پر مشتمل ہوتے ہیں ان کا تعلق کسی نہ کسی ادبی صنف سے ہوتا ہے۔ یوں تو طلبا ہر شعری اور نثری صنف کے بارے میں تھوڑا بہت علم ضرور رکھتے ہیں پھر بھی بہت سی بنیادی باتیں ان پر واضح نہیں ہوتیں۔ ایسی کتاب کی ضرورت شدّت سے محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان اصناف کا علم تفصیل کے ساتھ مہیا کیا گیا ہو نیز جسے طلبا کے مختلف درجات کو مدِّ نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہو۔ زیرِ نظر کتاب کی تیاری میں یہ تمام امور ایک لائحۂ عمل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طرح اس کتاب کی نوعیت حوالہ جاتی ہے۔

ہر صنفِ ادب کی اپنی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ انھیں خصوصیات کی بنا پر ان کی شناخت بھی قائم ہوتی ہے۔ ادب کی بعض اصناف ان کی خارجی ہیئت سے پہچانی جاتی ہیں جیسے غزل اور مثنوی۔ بعض کی پہچان ان کے موضوع سے وابستہ ہے جیسے مرثیہ، واسوخت، شہرآشوب۔ بعض ایسی اصناف بھی ہیں جن کی شناخت میں موضوع اور ہیئت دونوں کا درجہ برابر ہے جیسے قصیدہ۔ یوں تو ہر صنف اپنے بعض مخصوص اجزا سے پہچانی جاتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام شعری اور نثری اصنافِ ادب میں جزوی سطح پر مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ بعض اصناف ایسی بھی ہیں جو کسی دوسری صنف سے برآمد ہوئی ہیں جیسے غزل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قصیدے کی تشبیب سے نکلی ہے۔ شروع میں ان اصناف کی کوئی واضح شکل نہیں تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کی ایک خاص شکل بنتی چلی گئی۔ بعض قدیم اصناف جوں کی توں قائم نہیں رہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں۔ بعد میں یہی تبدیل شدہ صورت ان کی

شناخت کا حصہ بن گئی۔ موجودہ عہد میں کچھ قدیم اصنافِ ادب اپنی اہمیت کھو چکی ہیں۔ تاریخی، تہذیبی اور سماجی صورتِ حال اور اس کے تقاضوں میں اُن کی معنویت کا جواز پنہاں تھا۔ جیسے ہی صورتِ حال میں تبدیلی واقع ہوئی، اِن اصناف کی معنویت بھی ختم ہوگئی۔ اردو ادب کی تاریخ ہی میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں مختلف اصنافِ ادب کو عروج و زوال کے ان مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ انگریزی میں رزمیہ (Epic)، سانیٹ (Sonnet)، اوڈ (Ode) اور بیلڈ (Ballad) ہی نہیں غنائی نظم کے طور پر لیرک (Lyric) جیسی صنف بھی تاریخ کا حصہ بن گئی ہے۔ ہندی میں دوہا اور بارہ ماسا ہی نہیں گیت کو بھی زوال کا مُنھ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اردو میں قصیدہ، مثنوی، مرثیہ اور داستان جیسی اصناف قصۂ پارینہ بنتی جا رہی ہیں۔ ہندی میں کویتا اور مغرب میں پوئم (Poem) نے دوسری تقریباً تمام اصناف کو پیچھے دھکیل دیا ہے۔ کویتا اور پوئم کو اردو میں نظم کہتے ہیں۔ اردو میں نظم نے غیر معمولی فروغ پایا ہے لیکن وہ غزل کے فروغ اور مقبولیت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکی بلکہ ہندی شاعری میں جس دوہے کی صنف کو زوال کا سامنا کرنا پڑا ہے، اردو میں اسے ایک نئی زندگی ملی ہے۔

انیسویں صدی کو اردو نثر کے ارتقا کی صدی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اسی صدی میں اردو داستان کا عروج بھی ہوا اور زوال بھی۔ اردو نثر کے ارتقا کی کہانی فورٹ ولیم کالج، دلّی کالج، دلّی اردو اخبار اور پھر مکتوباتِ غالب سے ہوتی ہوئی سرسید کی علی گڑھ تحریک تک پہنچتی ہے۔ آخری دہائیوں میں ناول، تمثیل، مضمون، سفرنامہ، سوانح، ڈراما اور تنقید جیسی اصناف سے نہ صرف یہ کہ تعارف ہوا بلکہ یہ پوری طرح قائم بھی ہوگئیں۔ ان اصناف کے اتنی جلد قائم ہونے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ناول کے بعض اجزا پہلے ہی سے ہماری داستانوں میں موجود تھے۔ تمثیل کی صورتوں سے، 'سب رس'، 'خطِ تقدیر' یا مذہبی کتابوں میں پہلے ہی سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ دلّی کالج کے تراجم، دلّی اردو اخبار کے صحافتی نمونے اور مکتوباتِ غالب میں مضمون کا ایک پورا پس منظر موجود تھا۔ مشرق میں سوانح اور سیرت نگاری کی طویل روایت پہلے سے موجود تھی۔ جب اردو میں علمی مسائل و موضوعات کو ادا کرنے کی اہلیت پیدا ہوگئی تو ان تمام اصناف کو قائم ہونے میں دیر نہیں لگی۔ قدیم تذکروں میں تنقیدی اشارات تو موجود تھے لیکن یہ سارا سرمایہ فارسی زبان میں تھا۔ اردو تنقید و تحقیق کے لیے یہ تذکرے کسی نہ کسی صورت میں آج بھی حوالے کا حکم رکھتے ہیں۔ بیسویں صدی میں افسانہ، ڈراما، انشائیہ اور رپورتاژ کے علاوہ کئی دوسری ذیلی اصناف بھی وجود میں آئیں۔ اس کتاب میں بیش تر اصناف کا احاطہ

کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ غالبًا اردو میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں زیادہ سے زیادہ نثری اصناف کی ہیئت اور موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا بنیادی مقصد طلبا اور اساتذہ کو اُن اصناف کے فن سے متعارف کرانا ہے جو ہمارے اسکولی نصاب میں شامل ہیں۔ وہ اصناف جو نصاب سے باہر ہیں، ان کی شمولیت کا جواز بس یہ ہے کہ درسی زندگی میں وہ کسی وقت کسی درجے میں بھی حوالے کے کام آسکتی ہیں۔ امّید ہے کہ یہ کتاب طلبا اور اساتذہ کے لیے ہمیشہ مددگار ثابت ہوگی۔

گاندھی جی کا طلسم

میں تمھیں ایک طلسم دیتا ہوں۔ جب بھی تم شک وشبہ میں مبتلا ہو جاؤ یا تمھارا نفس تم پر حاوی ہونے لگے تو اس تجربہ کو آزماؤ:

جو سب سے غریب اور کمزور آدمی تم نے دیکھا ہو اُس کی شکل یاد کرو اور اپنے آپ سے پوچھو کہ جو قدم اُٹھانے کے بارے میں تم سوچ رہے ہو وہ اُس آدمی کے لیے کتنا مفید ہوگا۔ کیا اس سے اُسے کچھ فائدہ پہنچے گا؟ کیا اس سے وہ اپنی زندگی اور مقدر پر کچھ قابو پا سکے گا؟ دوسرے لفظوں میں کیا اس سے اُن کروڑوں لوگوں کو سوراج مل سکے گا جن کے پیٹ بھوکے اور رُوحیں بے چین ہیں۔

تب تم دیکھو گے کہ تمھارا شبہ مٹ رہا ہے اور نفس زائل ہو رہا ہے۔

مو۔ک۔ گاندھی

کمیٹی برائے اُردو کی ادبی اصناف

چیئرمین، مشاورتی کمیٹی برائے زبان

نامورسنگھ، پروفیسر ایمریٹس، جواہرلعل نہرو یونیورسٹی، نئ دہلی

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمریٹس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئ دہلی

چیف کوآرڈی نیٹر

چندرا سدایت، پروفیسر اور ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئ دہلی

اراکین

اشرف احمد جعفری، پی جی ٹی اردو، کریہ گورنمنٹ اسکول، کولکاتا

اقبال جاوید، پرنسپل، سندرناتھ ایوننگ کالج، کولکاتا

اقبال مسعود، سکریٹری (ریٹائرڈ)، اردو اکیڈمی مدھیہ پردیش، بھوپال

آفاق حسین صدّیقی، پروفیسر (ریٹائرڈ)، شعبۂ اردو، مادھو کالج، اُجّین، مدھیہ پردیش

ثوبان سعید، ایسوسی ایٹ پروفیسر، خواجہ معین الدین چشتی اردو عربی فارسی یونیورسٹی، لکھنؤ، اتر پردیش

خان شاہد وہاب، لیکچرر، گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول، نورنگر، جامعہ نگر، نئ دہلی

خواجہ محمد اکرام الدین، پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہرلعل نہرو یونیورسٹی، نئ دہلی

سلیم شہزاد، اردو استاد (ریٹائرڈ)، مالیگاؤں

شمیم احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو اور فارسی، سینٹ اسٹیفنز کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی

صغیر اختر، ٹی جی ٹی، اردو، مظہر الاسلام سینئر سکنڈری اسکول، فراشخانہ، دہلی

طارق سعید، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

ظفر احمد صدیقی، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

عتیق اللہ، پروفیسر (ریٹائرڈ)، دہلی یونیورسٹی، دہلی

فرحت آرا کہکشاں، صدر، شعبۂ اردو، وکٹوریہ کالج، کولکاتا

فیروز عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈی ڈی ای، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد، آندھرا پردیش

قمر الہدیٰ فریدی، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

محمد افروز عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج، باندہ، اتر پردیش

محمد نفیس حسن، لکچرر اردو، گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول (اردو میڈیم) اجمیری گیٹ، دہلی

معید الرحمٰن، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

مولا بخش، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

ناشر نقوی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی، پٹیالہ

نصرت جہاں، ایسوسی ایٹ پروفیسر، سندر ناتھ ایوننگ کالج، کولکاتا

نعیم انیس، صدر، شعبۂ اردو، کلکتہ گرلس کالج، کولکاتا

نور الحق، صدر، شعبۂ اردو، بریلی کالج، بریلی، اتر پردیش

ممبر کوآرڈی نیٹر

دیوان حنان خاں، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

محمد نعمان خاں، (ریٹائرڈ) پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اظہارِ تشکّر

اس کتاب کی تیاری میں ڈی ٹی پی آپریٹر ابوذر نوید اور کمپیوٹر اسٹیشن انچارج پرش رام کوشک نے پوری دل چسپی سے حصّہ لیا ہے۔ کونسل ان سب کی شکر گزار ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں جن ماہرینِ تعلیم نیز اردو اساتذہ نے عملی تعاون سے نوازا، کونسل ان سبھی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

بھارت کا آئین

تمہید

ہَم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارَت کو ایک مقتَدر، سمَاج وَادی، غیر مَذھَبی عَوامی جَمھُوریَہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

1۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''مقتدر عوامی جمہوریہ'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

2۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''قوم کے اتحاد'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

فہرست